غلطی تھی اور یہ کہ میں اپنے دعوی مسیح موعود میں حق پر ہوں۔ مگر معلوم نہیں کہ آخر وقت کے کیا معنی ہیں۔"

اس خواب اور اس خط کو ملانے سے مرزائی الہام بافی کی کیفیت یہ معلوم ہوئی کہ جو خیال دن کو آپکی آنکھوں کے سامنے اور دماغ کے اندر مضبوطی سے جگہہ پکڑے ہوتا ہے وہی رات کو خواب آتا ہے اور اسی کا نام **الہام**۔ اور اسی کو کہتے ہیں **بلی کو چھچھڑوں کے خواب**۔

باقی رہا آپ کا یہ نتیجہ نکالنا کہ مولوی صاحب موصوف آخر کار اپنی غلطی کا اقرار کرینگے اور مجھے مان جائینگے سو یہ آپ کی پرانی بڑ ہے چنانچہ اعجاز احمدی میں بھی آپ یہ لکھ چکے ہیں کہ ؎

اقلب حسین یهتدی من غیظه + عجیب و عند الله هین و ایسر مله

کیا محمد حسین کا دل ہدایت پر آجائیگا کون گمان کرسکتا ہے + عجیب بات ہے اور خدا کے نزدیک سہل اور آسان ہے مگر انشاء اللہ یہ صرف آپکی اُمنگ ہی اُمنگ رہیگی جیسی کہ آج تک آسمانی منکوحہ کے وصال سے حسرت ہے کہ باوجود آسمان پر نکاح ہو چکنے کے آپ کے دل سے حسرت بھری آہ ہی سننے میں آتی ہے کہ ؎

جُدا ہوں یار سے ہم اور نہوں رقیب جدا + ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا

اسی طرح آپ اس حسرت کو بھی سینہ میں ساتھ ہی لیجا دینگے اور مولوی صاحب ممدوح برابر آپ کا سر کوٹتے رہینگے۔

مرزا صاحب قادیانی کا فتوی موجودہ ملکی شورش کی متعلق

اس سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ مرزا صاحب زمانہ شناس ہیں، ہوشیار ہیں۔ سمجھدار ہیں بلکہ کسی قدر پولیٹشن بھی ہیں۔ جب سے لاہور کے انگریزی اخبار سول ملٹری گزٹ نے آپ کی نسبت لکھا ہے کہ قادیانی مہدی کا خطرہ سوڈانی مہدی سے کم نہیں۔ آپ ہمیشہ موقع کی تاک میں رہتے ہیں اور گورنمنٹ کی یاد سے سول کا یہ نوٹ اُتارنا چاہتے ہیں۔ اتفاق یا مرزا جی کی خوش قسمتی سے ان دنوں کئی ایک مواقع اس قسم کے پیدا ہو گئے جن میں مرزا صاحب نے بڑی ہوشیاری

سے اپنا مطلب پورا کرنا چاہا۔ بلکہ بخیال خود کر ہی لیا۔ علیگڈھ کالج میں طلبا کی شورش میں کہیں آپکا پوتا بھی شریک تہا۔ جس کے پوتا بننے کی داستان بھی عجیب ہے۔ اُس کا باپ چونکہ مرزا صاحب کا مخالف ہی یعنی مرزا صاحب کا بیٹا مرزا سلطان احمد صاحب اپنے باپ کے ان دعاوی کو تسلیم نہیں کرتی اس لیئے اُن کو اپنے بیٹوں کی فہرست ہی سے نکالدیا۔ یہانتک کہ جہاں اپنے بیٹوں کی فہرست بتلائی ہے۔ وہاں اُن کو شمار نہیں کیا۔* لیکن جب اُسی بیٹے کا بیٹا یعنی پوتہ کسی حکمت عملی سے خدمت شریف میں حاضر ہوکر بیعت سے مشرف ہوا تو اُس کو اپنا پیارا پوتا بنالیا۔ اس سے بعد جب وہ علیگڈھ کالج میں طلبار کے ساتھ شورش میں شریک ہوا تو اُس کو پھر خارج کر دیا۔ غرض آئے دن اُس کی حق میں اس رشتہ کا محو و اثبات ہوتا رہا۔

خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تہا مطلب یہ تہا کہ علیگڈھ کالج کا شور چونکہ انگریز اُستادوں کی برخلاف تہا جس میں مرزا صاحب نے سمجھا کہ خواہ مخواہ گورنمنٹ اس شورش کو ناپسند کریگی کیونکہ انگریزوں کے برخلاف ہے×۔ اسلیئے مرزا صاحب نے جھٹ سے ایک سرکلر دیا کہ ہم (رابدولت) اس شورش کو پسند نہیں کرتے پس ہمارے مرید اس شورش سے الگ ہوجائیں۔ کسی طالب علم پر اس سرکلر کا اثر ہویا نہ ہو اس سے مطلب نہیں ؎

کس بشنود یا نشنود او گفتگوئے میکند

اس کے بعد دوسرا موقع موجودہ ایجیٹیشن (شورش کا) تہا جس میں کئی ایک ہندو وکیل ماخوذ اور جلاوطن ہوئے ہیں یہ تو ایک اچھا خاصہ موقع تہا کہ مرزا صاحب سول ملٹری گزٹ کے اُس نوٹ کو محو کرنے کی پوری کوشش کرتے چنانچہ آپ نے ایک سرکلر عام دیا جو یہ ہے:۔

اپنی تمام جماعت کے لیئے ضروری نصیحت۔ چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ان دنوں میں بعض جاہل اور شریر لوگ اکثر ہندوؤں میں سے اور کچھ کچھ مسلمانوں میں سے گورنمنٹ کے مقابل ایسی ایسی حرکات ظاہر کرتے ہیں جن سے بغاوت کی بو آتی ہے بلکہ مجھے شک ہوتا ہے کہ کسی وقت باغیانہ رنگ اُن کی طبائع میں پیدا ہوجائیگا۔ اس لیئے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف

---

* دیکھو مواہب الرحمن صفحہ ۱۳۹

× معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب گورنمنٹ کو بڑی متعصب سمجھتے ہیں جسے حق و باطل میں تمیز نہیں بلکہ محض قومی جانبداری ہے

مقامات پنجاب۔ ہندوستان میں موجود ہیں۔ جو بفضلہ تعالےٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار ہوپہنچ گیا ہے نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری اس تعلیم کو خوب یاد رکھیں جو قریباً ۲۱ برس سے تقریری اور تحریری طور پر ان کے ذہن نشین کرتا آیا ہوں یعنی یہ کہ اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت کریں کیونکہ وہ محسن گورنمنٹ ہے اُس کے ظل حمایت میں ہمارا یہ فرقہ احمدیہ چند سال میں لاکھوں تک پہونچ گیا ہے اور اس گورنمنٹ کا احسان ہے کہ اس کے زیر سایہ ہم ظالموں کے پنجہ سے محفوظ ہیں۔ خدا تعالےٰ کی حکمت اور مصلحت ہے کہ اس نے اس گورنمنٹ کو اس بات کے لئے چُن لیا تا یہ فرقہ احمدیہ اس کے زیر سایہ ہو کر ظالموں کے خونخوار حملوں سے اپنے تئیں بچاوے اور ترقی کرے۔ کیا تم یہ خیال کر سکتے ہو کہ تم سلطان روم کی عملداری میں رہکر یا مکہ اور مدینہ میں ہی اپنا گہر بنا کر شریر لوگوں کے حملوں سے بچ سکتے ہو نہیں ہرگز نہیں بلکہ ایک ہفتہ میں ہی تم تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کئے جاؤگے۔ تم سُن چکے ہو کہ کسطرح صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب جو ریاست کابل کے ایک معزز اور بزرگوار اور نامور رئیس تھے جن کے مرید پچاس× ہزار کے قریب تھے جب وہ میری جماعت میں داخل ہوئے تو محض اس قصور کی وجہ سے کہ وہ میری تعلیم کے موافق جہاد÷ کے مخالف ہو گئے تھے امیر حبیب اللہ خاں نے نہایت بیرحمی سے انکو سنگسار کرادیا پس کیا تمہیں ایسے لوگوں سے کچھ توقع ہے کہ تمہیں ایسے سلاطین کے ماتحت کوئی خوشحالی میسر آئیگی۔ بلکہ تم تمام اسلامی مخالف علماء کے فتووں کے رو سے واجب القتل ٹہر چکے ہو۔ سو خدا تعالیٰ کا یہ فضل اور احسان ہے کہ اس گورنمنٹ نے ایسا ہی تمہیں اپنے سایۂ پناہ کے نیچے لے لیا جیسا کہ نجاشی بادشاہ نے جو عیسائی تہا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو پناہ دی تھی۔ میں اس گورنمنٹ کی کوئی خوشامد نہیں کرتا۔ جیسا کہ نادان لوگ خیال کرتے ہیں نہ اس سے کوئی صلہ چاہتا ہوں بلکہ میں انصاف اور ایمان کے رو سے اپنا فرض دیکہتا ہوں کہ اس گورنمنٹ کی شکرگذاری کروں اور اپنی جماعت کے لئے نصیحت کروں سو یاد رکہو اور خوب یاد رکہو کہ ایسا شخص میری جماعت میں داخل نہیں

× جہوٹ بولتے ہوئے شرم کرو پچاس ہزار افغان اپنے پیر کو یونہی مروا دیتے تُف ہے ایسے بے لطف جہوٹ پر (اڈیٹر مرقع)

÷ جہوٹے پر خدا کی لعنت (اڈیٹر مرقع) ؎ خیالی یا وہمی (اڈیٹر)

ہوسکتا جو اس گورنمنٹ کے مقابل پر کوئی باغیانہ خیال رکھے اور میرے نزدیک یہ سخت بدذاتی ہے کہ جس گورنمنٹ کے ذریعہ سے ہم ظالموں کے پنجہ سے بچائے جاتے ہیں اور اس کے زیر سایہ ہماری جماعت ترقی کر رہی ہے اسکی احسان کے ہم شکر گزار نہوں۔ اللہ تعالے فرماتا ہے ھل جزاء الاحسان الا الاحسان یعنی احسان کا بدلہ احسان ہے اور حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ جو انسان کا شکر نہیں کرتا وہ خدا کا بھی شکر نہیں کرتا۔ تو سوچو کہ اگر تم اس گورنمنٹ کے سایہ سے باہر نکل جاؤ تو پھر تمہارا ٹھکانا کہاں ہے۔ ایسی سلطنت کا بھلا نام تو لو جو تمہیں اپنی پناہ میں لے لیگی۔ ہر ایک اسلامی سلطنت تمہارے قتل کرنے کے لئے دانت پیس رہی ہے کیونکہ ان کے نزدیک تم کافر اور مرتد ٹھہر چکے ہو سو تم خداداد نعمت کی قدر کرو۔ اور تم یقیناً سمجھ لو کہ خدا تعالے نے سلطنت انگریزی تمہاری بھلائی کے لئے ہی اس ملک میں قائم کی ہے اور اگر اس سلطنت پر کوئی آفت آئے تو وہ آفت تمہیں بھی نابود کر دیگی یہ مسلمان لوگ جو اس فرقہ احمدیہ کے مخالف ہیں تم ان کے علماء کے فتوے سن چکے ہو یعنی یہ کہ تم ان کے نزدیک واجب القتل ہو اور ان کی آنکھ میں ایک کتا بھی رحم کے لائق ہے مگر تم نہیں ہو تمام پنجاب اور ہندوستان کے فتوے بلکہ تمام ممالک اسلامیہ کے فتوے تمہاری نسبت یہ ہیں کہ تم واجب القتل ہو اور تمہیں قتل کرنا اور تمہارا مال لوٹ لینا اور تمہاری بیویوں ** پر جبر کر کے اپنے نکاح میں لے آنا اور تمہاری میت کی توہین کرنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دینا نہ صرف جائز بلکہ بڑی ثواب کا کام ہے سو یہی انگریز ہیں جن کو لوگ کافر کہتے ہیں جو تمہیں ان خونخوار دشمنوں سے بچاتے ہیں اور ان کی تلوار کی خوف سے تم قتل کئے جانے سے بچے ہوئے ہو۔ ذرہ کسی اور سلطنت کے زیر سایہ رہکر دیکھ لو کہ تم سے کیا سلوک کیا جاتا ہے سو انگریزی سلطنت تمہارے لئے ایک رحمت ہے تمہارے لئے ایک برکت ہے اور خدا کی طرف سے تمہاری وہ سپر ہے پس تم دل و جان سے اس سپر کی قدر کرو اور تمہارے مخالف جو مسلمان ہیں ہزار ہا درجہ ان سے انگریز بہتر ہیں کیونکہ وہ تمہیں واجب القتل نہیں جانتے وہ تمہیں بے عزت کرنا نہیں چاہتے۔ کچھ بہت دن نہیں گزرے کہ ایک پادری نے کپتان ڈگلس کی عدالت میں میری پر اقدام قتل کا مقدمہ کیا تھا اس دانشمند اور منصف

** محض جھوٹ کہتے ہو۔ (اڈیٹر) عہ اپنے اندر والوں مسلمانوں کی بابت لکھتے ہو سہ ای دل تو نیز خاطر اینان نگہدار۔ آخر کنند دعوئے حب پیمبرم اور یہاں مطلب کے لئے انگریزوں کو بہتر کہتے ہو۔ (تف) (اڈیٹر)

مزاج ڈپٹی کمشنر نے معلوم کرلیا کہ وہ مقدمہ سراسر جھوٹا اور بناوٹی ہے اسلئے مجھو عزت کے ساتھ بری کیا بلکہ مجھو اجازت دی کہ اگر چاہو تو جھوٹا مقدمہ بنانیوالوں پر سزا دلانے کیلئے نالش کرو سو اس نمونہ سے ظاہر ہو کہ انگریز کس انصاف اور عدل کے ساتھ ہم سے پیش آتے ہیں اور یاد رکھو کہ اسلام میں ×جو جہاد کا مسئلہ ہی میری نگاہ میں اس سی بدتر اسلام کو بدنام کرنیوالا اور کوئی مسئلہ نہیں ہے جس دین کی تعلیم عمدہ ہو جس دین کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے خدا نے معجزات دکھلائے ہیں اور دکھلا رہا ہی ایسی دین کو جہاد کی کیا ضرورت ہو۔ اور ہماری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ظالم لوگ اسلام پر تلوار کے ساتھ حملہ کرتے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ اسلام کو تلوار کے ذریعہ سے نابود کردیں۔ سو جنہوں نے تلواریں اٹھائیں وہ تلوار سے ہی ہلاک کئے گئے۔ سو وہ جنگ صرف دفاعی جنگ تھی۔ اب خواہ نخواہ ایسی اعتقاد پھیلانا کہ کوئی مہدی خونی آئیگا اور عیسائی بادشاہوں کو گرفتار کریگا یہ محض بناوٹی مسائل ہیں جن سے ہماری مخالف مسلمانوں کے دل خراب اور سخت ہوگئے ہیں اور جن کے ایسے عقیدے ہیں وہ خطرناک انسان ہیں اور ایسی عقیدی کسی زمانہ میں جاہلوں کے لئے بغاوت کا ذریعہ ہو سکتے ہیں بلکہ ضرور ہوں گے سو ہماری کوشش ہے کہ مسلمان ایسی عقیدوں سے رہائی پاویں۔ یاد رکھو کہ وہ دین خدا کی طرف سی نہیں ہو سکتا جسمیں ※انسانی ہمدردی نہیں۔ خدا نے ہمیں یہ سکھایا ہی کہ زمین پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم کیا جاوی۔ والسلام۔

خاکسار میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ وایدہ ۔ مورخہ ۸ مئی ۱۹۰۸ء

امر ، سرکار میں مرزاجی نے جو جھوٹ سی کام لیا ہی اُس کا مفصل ذکر تو یہاں نہ ہو سکتا ہی نہ اس کا مقام ہو۔ البتہ اس مقام پر ہماری غرض ایک اور ہی اُس کا ذکر کرتے ہیں۔ لیکن اس تحریر کی مزید تشریح کرنے کو مناسب ہو کہ ہم مرزا صاحب کی ایک تحریر اُن کے مدعا کو واضح کرکے پیش کریں جس سے ان کا مدعا اور بھی بخوبی ثابت ہو جائے۔

مرزا صاحب رسالہ ضرورت الامام میں لکھتے ہیں :×

× اگر اسلام میں جہاد ہے تو تمہارا اسکو بدتر کہنا خود بدتر بننا ہے اور اگر اسلام میں نہیں تو کیوں کہتے ہو کہ "اسلام میں جو جہاد کا مسئلہ ہے" (اڈیٹر)

※ پھر تم کس منہ سی مخلوق کی بدخواہی کیا کرتے ہو کیوں لوگوں کو مرنی اور مصیبتوں پر بغلیں بجایا کرتے ہو لکھو جی کون دھرم ہے (اڈیٹر)

"میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہو کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں صفحہ ۲۳"

اس عبارت میں مرزا جی نے قرآن مجید کی ایک آیت کی طرف اشارہ کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں یَاأَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا أَطِیعُوا اللّٰهَ وَأَطِیعُوا الرَّسُولَ وَأُولِی الْأَمْرِ مِنكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِی شَیْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَیْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِیلًا (پ ۵ ع ۵) یعنی اے مسلمانو! اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرو اور اپنے میں سے حکومت والوں کی اطاعت کرو پھر اگر تم (حاکم و محکوم) کا کسی امر میں تنازع ہو تو اُسکو اللہ اور رسول کے حکم کی طرف لیجاؤ۔ اگر تم ایماندار ہو تو ایسا کرنا تمہارے حق میں ہر طرح سے اچھا ہے۔

اس آیت کا ترجمہ ہی بتلا رہا ہے کہ یہ آیت خاص مسلمان بادشاہوں اور حاکموں کی اطاعت کے متعلق ہے کیونکہ **اولی الامر** کے ساتھ مِنکُم کا لفظ بھی لگا ہوا ہے اور شروع آیت میں خطاب ایمانداروں کو ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مطلب وہی ہے جو ہم نے کہا۔

خیر اس بحث سے ہمیں سروکار نہیں ہم نے یہ دکھلانا ہے کہ مرزا صاحب کی اس تشریح سے یہ امر بخوبی واضح ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے جو گورنمنٹ انگریزی کی اطاعت کا اعلان کیا ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ مرزا صاحب گورنمنٹ انگریزی کو اپنے خیال میں **اولی الامر** جانتے ہیں۔ جانیں ہمیں اس سے بحث نہیں۔ ہم نے یہ بتلانا ہے کہ مرزا صاحب ایک اور تحریر میں انہی انگریزوں کو کن اعزازی الفاظ میں یاد کرتے ہیں۔

یہ بات بطور تمہید بتلا دینی مناسب ہے کہ مسلمانوں میں مذہبی طور پر دجال یا دجاجلہ اُس گروہ کا نام ہے جو جھوٹی نبوت بلکہ خدائی کے مدعی ہونگے جن کو قتل کرنا مسلمانوں پر واجب ہے۔ چنانچہ حسب اخبار حدیث شریف حضرت مسیح کے ہاتھ سے دجال قتل ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے کہ ہر ایک نبی نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا ہے۔ حضور فرماتے ہیں میں تم کو ایک نشانی اُس کی بتلاتا ہوں جو کسی نے نہیں بتلائی وہ نشانی یہ ہے کہ وہ **کانا** ہوگا اور خدائی کا دعوی کریگا مگر خدا کانا نہیں۔ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ وہ دجال یا دجاجلہ انگریز ہیں۔ پس غور سے سنئے آپ فرماتے ہیں :-

"مدت ہوئی کہ گروہ دجال ظاہر ہو گیا ہے اور بڑی زور سے اس کا ظہور ہو رہا ہے اور اس کا گدھا بھی درحقیقت اسی کا بنایا ہوا ہے۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ کا منشا ہے۔ مشرق و مغرب کا سیر کر رہا ہے۔ احادیث صحیحہ کا اشارہ اسی بات کی طرف ہے کہ وہ گدھا دجال کا ہی بنایا ہوا ہوگا۔ پھر اگر وہ ریل نہیں تو کیا ہے" ازالہ صفحہ ۲۸۵ طبع اول صفحہ ۴۵۵

عبارت مذکورہ بالا صاف اور صریح طور پر تبلا رہی ہے کہ جس نے ہندوستان کے ملک میں ریل بنائی یا بنوائی وہی **دجال** ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ ہندوستان میں ریل گورنمنٹ انگریزی نے بنائی ہے۔

اور سنئے ایک قریب کے نمبر میں مرزا صاحب نے خود انگریزی گورنمنٹ کی نسبت رائے ظاہر کی ہے جو قابل غور ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ "انگریزوں کی حکومت بھی جو کہ مذہباً کے رو سے **کافر** ہیں ہندوستان میں اسی لئے ہوئی ہے کہ مسلمان خود ناجر ہیں" الحکم ۱۰ جون ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۴

پس نتیجہ کیا ہوا؟ اگر مرزا جی ہمیں اجازت دیں تو ہم تبلا دیں کہ نتیجہ ان دونو تحریروں کا یہ ہوا کہ چونکہ انگریز کافر بلکہ دجال ہیں اور وہ بقول مرزا جی مرزائیوں میں سے ہیں لہٰذا نتیجہ نکلا کہ کہ مرزا جی اور مرزا جی کے تمام دام افتادہ سب انگریزوں کے ہم قوم (دجال) اور ہم مذہب (کافر) ہیں۔ غرض مرزائی انگریزوں سے اور انگریز مرزائیوں میں سے۔ خوب **پولیٹیکل** ملاپ ہے۔

مرزا جی! مسلمانوں سے الگ ہو کر آپ کو یہ ترقی خوب ملی۔ آہ ؎

میری پہلو سے گیا پالا ستمگر سے پڑا + مل گئی اے دل تجھے کفرانِ نعمت کی سزا

ابھی ایک سوال باقی ہے جو مرزا جی کی پولیٹکل چال سے تعلق رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ احادیث کے مطابق مسیح موعود دجال کو قتل کر کے اس پر غالب آویگا اور اس میں تو شک نہیں کہ آپ بزعم خود مسیح موعود ہیں تو کیا یہ صحیح نہیں کہ آپ کی مسیحیت انگریزوں کو قتل کر کے ان پر غلبہ پانے سے سمجھی جائیگی۔ پس کیا آپ تبلا سکتے ہیں کہ اس دجال کے قتل کا وقوعہ آپ کے ہاتھ سے کبتک ظہور پذیر ہوگا۔ لیکن جواب دیتے ہوئے رام سنگھ کوکے اور اجیت سنگھ کا قصہ یاد کر لینا۔ ایسا نہو کہ ؎

مرا دردیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد۔
وگر دم درکشم ترسم کہ مغزِ استخواں سوزد